مصر [وهو كتاب هذا] تاريخ سيوط، معجم شيوخى الكبير يسمّى حاطب ليل وجارف سيل، المعجم الصغير يسمّى المنتقى، ترجمة النووى، ترجمة البلقينى، الملتقط من الدرر الكامنة، تاريخ العمروهو ذيل على إنباء الغمر، رفع الباس عن بنى العباس، النفحة المسكيّة والتحفة المكيّة، على نمط عنوان الشرف، دُرر الكلم وغرر الحكم، ديوان خطب، ديوان شعر، المقامات، الرحلة الفيّومية، الرحلة المكية، الرحلة الدمياطية، الرسائل إلى معرفة الأوائل، مختصر معجم البلدان، ياقوت الشماريخ فى علم التاريخ، الجمانة، رسالة فى تفسير ألفاظ متداولة، مقاطع الحجاز، نور الحديقة من نظم القول، المجمل فى الرد على المهمل، المنى فى الكنى، فضل الشتاء، مختصر تهذيب الأسماء للنووى، الأجوبة الزكية عن الألغاز السبكية، رفع شأن الحبشان، أحاسن الأقباس فى محاسن الاقتباس، تحفة المذاكر فى المنتقى من تاريخ ابن عساكر، شرح [قصيدة] بانت سعاد، تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء، قصيدة رائية، مختصر شفاء الغليل فى ذم الصاحب والخليل:[19]

19۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة" سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی خود نوشت کا ترجمہ مکمل ہوا، اب ہم دیگر کتابوں سے مزید تعارف لکھ رہے ہیں۔

بارگاہِ رسالت سے "شیخ الحدیث" کا اعزاز

شیخ علامہ زکریا بن شیخ علامہ محمد محلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

میں نے اپنے چند مشکل اُمور کے سلسلے میں شیخ سیوطی سے عرض کی کہ آپ اپنے بعض شاگردین کے نام میرے لیے سفارشی دستاویز لکھ دیں، تو آپ نے منع فرمایا، پھر بعد ازاں مجھے حضرت شیخ سیوطی کے تحریر کردہ ایک رقعہ کی زیارت نصیب ہوئی، تو اس میں لکھا تھا کہ **انہیں ۷۰ سے زائد مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی**[20] جو ایسی عظیم نعمت وشان کا حامل ہو، تو وہ بھلا اُن کے غیر سے امداد واعانت کیوں طلب کرے گا؟؟۔[21]

حضرت قبلہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک دن علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

انہیں ہر روز عالم بیداری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی اور وہ نماز صبح کے بعد خلوت سے اس وقت تک باہر نہیں آتے تھے، جب تک انہیں یہ نعمت حاصل نہ ہوتی۔[22]

20۔ پھر میری سمجھ میں آیا کہ آپ نے سفارش سے کیوں منع فرمایا تھا اور ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

21۔ النور السافر عن اخبار القرن العاشر، ص۹۱، دار صادر بیروت۔

22۔ خلاصۃ الفوائد، ص ۵۲، ملفوظات قبلہ مہاروی، اصل فارسی، مرتبہ حکیم عمر، ترجمہ مولوی بشیر احمد، بحوالہ تعارف چند مفسرین محدثین مؤرخین کا، مفتی منظور احمد فیضی، ص۱۷، ضیاء القرآن لاہور۔

امام علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ عبد القادر شاذلی نے کسی شخص کی سلطان قلتبای کے ہاں سفارش کے لیے شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا، تو جواباً آپ نے فرمایا:

اے میرے بھائی مجھے اب تک حالت بیداری وخواب دونوں میں قریباً ۷۵ مرتبہ جمال جہاں آرائے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے، اگر مجھے اس سعادت سے محرومی کا خوف نہ ہوتا، تو میں تمہارے ساتھ خود سلطان کے قلعے میں جاکر اس بارے میں سفارش کرتا لیکن میں تو خادمین حدیث رسول ﷺ میں سے ہوں اور مجھے محدثین کرام کی ضعیف شمار کردہ احادیث کی تصحیح کے لیے اس ملاقات کی سعادت وضرورت ہوتی ہے اور اس بات میں کوئی شک تک نہیں کہ تمہارے نفع سے یہ نفع زیادہ قیمتی ہے۔[23]

سیّدی امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

خاتم حفاظ الحدیث، امام جلیل جلال الملۃ و الدین سیوطی قدس سرہ العزیز ۷۵ بار بیداری میں جمال جہاں آرائے حضور پُر نور سید الانبیاء ﷺ سے بہرہ وَر ہوئے، بالمشافہ حضور اقدس ﷺ سے تحقیقاتِ حدیث کی دولت پائی، بہت احادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف ٹھہر چکی تھیں، تصحیح فرمائی جس کا بیان عارف ربانی امام العلامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے۔[24]

23۔سعادت الدارین فی الصلوۃ علی سیّد الکونین للنبہانی، ص۴۳۸، دار الفکر بیروت۔

24۔ فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص ۴۹۳، رضا فاونڈیشن لاہور۔

شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز آپ سے سوال کیا:

آپ کو کتنی مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا، ۷۰ سے زیادہ مرتبہ۔[25]

بارگاہِ رسالت سے "شیخ الحدیث" کا اعزاز

شیخ علامہ زکریا ابن شیخ محمد محلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، تو بارگاہِ عالی میں عرض کرنے لگے، میں نے حدیث سے متعلق ایک کتاب "جمع الجوامع" لکھنا شروع کی ہے، اگر اذن واجازت عطا ہو، تو اس میں سے کچھ پڑھ کر پیش خدمت کروں، تو سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ھات یا شیخ الحدیث" **یعنی ہاں ہاں اے شیخ الحدیث۔** امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے یہ بشارت وخطاب دنیا کی تمام نعمتوں سے بالاتر ہے۔[26]

شیخ نجم الدین محمد بن محمد الغزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۱ھ بیان کرتے ہیں:

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو شیخ موصوف نے بعض احادیث مبارکہ کے بارے میں حضور علیہ السلام سے دریافت کیا تو حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ھات یا شیخ السنۃ"۔[27]

25۔ شذرات الذھب، ۱۰ / ۷۷، دار ابن کثیر بیروت۔

26۔النور السافر عن اخبار القرن العاشر للعیدروسی، ص۹۱، دار صادر بیروت۔

27۔الکواکب السائرہ باعیان المائۃ العاشرۃ للغزی، ۲ / ۲۲۹، دار الکتب العلمیہ، شذرات الذھب، لابن العماد، ۱۰ / ۷۷، دار ابن کثیر بیروت۔

وفات حسرت آیات

آپ رحمۃ اللہ علیہ سات دنوں تک ہاتھ کے ورم میں مبتلا رہ کر ۱۹ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ ۹۹۱ھ کو روضۃ المقیاس میں واصل بحق ہوئے، آپ نے قریباً ۶۱ سال دس مہینے اور ۱۸ دن کی زندگی پائی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باب القرافہ کے باہر قوصون کے مقام پر دفن کیا گیا، جامع اُموی دمشق میں ۸ رجب بروز جمعہ ۹۱۱ھ میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ کہا گیا کہ غسل دینے والے نے آپ کی قمیص و جبہ کو لے لیا تھا، پھر بعد میں اس سے کسی اہل محبت نے ۵ دینار میں قمیص بطور تبرک خرید لی اور جبہ کو بھی اسی طرح ۳ دینار میں لیا گیا۔[28]

28۔ الکوکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ للغزی، ۲ / ۲۳۱، دار الکتب العلمیۃ۔

أَنْبَاءُ الْأَذْكِيَاءِ فِيْ حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ

انبیاء زندہ ہیں

تالیف

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ۹۱۱ھ

"ترجمہ و تحقیق"
فضیلۃ الاستاذ
مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

استفتاء

سوال

دریافت کیا گیا، یہ بات مشہور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جب کے ایک حدیث شریف میں آیا ہے:

”مَا مِنۡ أَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ حَتّٰی أَرُدَّ عَلَیۡہِ السَّلَامَ“[1]

ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اِس حدیث شریف کا ظاہری مضمون اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روح مبارک بعض اوقات جسم اَقدس سے جدا ہوتی ہے پس اِن دونوں باتوں میں تطبیق کیسے ہو گی؟

یہ سوال بہت اچھا ہے اور اِس میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔

1۔ سنن أبي داوٗد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبریٰ للبیہقی: ۵/ ۴۰۲: رقم: ۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

الجواب بعون الملک الوھاب

جواب

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی قبر انور میں زندہ ہونا اور اسی طرح دیگر تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونا ہمارے نزدیک قطعی و یقینی علم سے ثابت ہے کیونکہ اِس پر ہمارے پاس قوی دلائل اور متواتر احادیث مبارکہ موجود ہیں جو (حیاۃ الانبیاء کے اثبات) پر دلالت کرتی ہیں۔

(امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے ”حَیَاۃُ الۡاَنۡبِیَاءِ فِیۡ قُبُوۡرِھِمۡ“ کے نام سے ایک مستقل رسالہ بھی تحریر کیا ہے۔

حیات انبیائے کرام اَحادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر 1

”حیاۃ الانبیاء“ کے مسئلے میں جو احادیث صراحۃً اسے ثابت کرتی ہیں انہیں میں سے یہ حدیث مبارکہ جسے (امام ابوالحسین) مسلم (بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ) نے (اپنی کتاب ”صحیح مسلم“ میں صحابی رسول حضرت سیّدنا) اَنس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَیۡلَةَ اُسۡرِیَ بِهٖ مَرَّ بِمُوۡسٰی عَلَیۡهِ السَّلَامُ وَهُوَ یُصَلِّیۡ فِیۡ قَبۡرِهٖ.[2/3]

ترجمہ: بیشک حضور نبی کریم ﷺ معراج کی شب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

حدیث نمبر 2

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو نعیم (احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی کتاب) "حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء" میں (حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِقَبۡرِ مُوۡسٰی عَلَیۡهِ السَّلَامُ وَهُوَ یُصَلِّیۡ فِیۡهِ.[4]

ترجمہ: بیشک حضور نبی کریم ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزرے تو (دیکھا کہ) وہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے۔

2۔ مسلم کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: مَرَرۡتُ عَلٰی مُوۡسٰی لَیۡلَةَ أُسۡرِیَ بِیۡ عِنۡدَ الۡکَثِیۡبِ الۡاَحۡمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیۡ فِیۡ قَبۡرِهٖ: اور اسی میں دوسری روایت بایں الفاظ ہے: مَرَرۡتُ عَلٰی مُوۡسٰی وَهُوَ یُصَلِّیۡ فِیۡ قَبۡرِهٖ۔

3۔ صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب من فضائل موسی: ص: ۱۱۱۵: رقم: ۲۳۷۵: سنن النسائی: کتاب قیام اللیل وتطوع النهار: باب ذکر صلوٰة نبی اللہ موسیٰ: ص: ۲۶۹: رقم: ۱۶۳۵/ ۱۶۳۶: مسند احمد: ۱۹/ ۲۴۳: رقم: ۱۲۲۱۰: مسند اَبی یعلی: ۴/ ۱۴۰: رقم: ۴۰۷۰: ذکر اخبار اصبهان لابی نعیم: ۲/ ۳۲۸: مسند الفردوس: ۴/ ۱۷۰: رقم: ۶۵۲۹: مصنف عبد الرزاق: ۳/ ۵۷۷: رقم: ۶۷۲۷: الصِلات والبِشر، مجد الدین فیروز آبادی: ص: ۱۴۴۔

4۔ حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ۸/ ۳۳۳: شرح السنة للبغوی: ۱۳/ ۳۵۱: رقم: ۳۷۶۰۔

حدیث نمبر 3

(امام الحدیث) ابو یعلی (محمد بن علی موصلی متوفی ۳۰۷ھ اپنی) "مسند" میں اور (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے اپنی کتاب "حَیَاةُ الۡاَنۡبِیَاءِ" میں حضرت سیّدنا انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلۡأَنۡبِیَاءُ أَحۡیَاءٌ فِیۡ قُبُوۡرِهِمۡ یُصَلُّوۡنَ.[5]

ترجمہ: انبیائے کرام (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

حدیث نمبر 4

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو نعیم (احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی کتاب) "حلیة الاولیاء" میں حضرت یوسف بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کو حضرت حمید الطویل رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا:

هَلۡ بَلَغَكَ اَنَّ أَحَدًا یُصَلِّیۡ فِیۡ قَبۡرِهٖ [اِلَّا الۡاَنۡبِیَاءِ] ؟ قَالَ: لَا.[6/7]

5۔ مسند اَبی یعلی: ۶/ ۱۴۷ رقم: ۳۴۲۵: حیاة الانبیاء فی قبورهم: ص: ۷۲: رقم: ۲/ ۳: فیض القدیر للمناوی: ۳/ ۱۸۴: رقم: ۳۰۸۹: مسند الفردوس: ۱/ ۱۱۹: رقم: ۴۰۳: تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۳/ ۳۲۶: رقم: ۳۲۹۴: کشف الاستار: ۳/ ۱۰۰: رقم: ۲۳۳۹: الصِلات والبِشر، مجد الدین فیروز آبادی: ص: ۱۴۴۔

6۔ حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ج ۲/ ۳۱۹۔

7۔ اِس روایت میں حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے حمید الطویل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث کے بارے میں سوال کیا تھا کہ کیا آپ کے پاس اِس بارے میں کوئی مرفوع حدیث ہے جو

ترجمہ: کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث پہنچی ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی کوئی شخص قبر میں نماز پڑھتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔

حدیث نمبر 5

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو داؤد (سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے اپنی کتاب "سنن ابو داؤد" میں) اور (امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب "حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاء" میں) حضرت سیّدنا اَوس بن اَوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[اِنَّ] مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فَأَکْثِرُوْا عَلَیَّ [مِنَ] الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَأَنَّ صَلَاتَکُمْ تُعْرَضُ [مَعْرُوْضَۃٌ] عَلَیَّ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَکَیْفَ

انبیائے کرام کے علاوہ کسی اور کے لیے وارد ہوئی ہو کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں؟ تو جواباً حمید الطویل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ یعنی انبیائے کرام کے علاوہ کسی اور کے لیے مجھے کوئی مرفوع حدیث نہیں ملی۔ اب دیکھئے کہ کیا انبیائے کرام کے علاوہ اَولیاء اللہ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ تو اس مذکورہ روایت ہی میں ذرا آگے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ تابعی کی یہ دعا بھی متصل ذکر کی گئی ہے، فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنْ اَذِنْتَ لاحَدٍ اَنْ یُصَلِّیَ فِیْ قَبْرِہٖ فَأْذِنْ لِثَابِتٍ اَنْ یُصَلِّیَ فِیْ قَبْرِہٖ (اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق دیتا ہے تو ثابت کو بھی اجازت دینا کہ وہ اپنی قبر میں نماز ادا کرے) انتقال کے بعد شیبان بن جسر کے والد اور حمید الطویل نے جب ثابت بنانی کو دفن کیا تو اچانک ایک اینٹ گر گئی انہوں نے دیکھا کہ ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

تُعْرَضُ عَلَیْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ اَرَمْتَ؟ یَعْنِیْ بَلَیْتَ: فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ [عَزَّوَجَلَّ] حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ أَجْسَامَ [أَجْسَادَ] الْاَنْبِیَاءِ۔[8]

ترجمہ: بیشک تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے پس اس دن مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! ہمارا دُرود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پیش کیا جائے گا؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم انور خاک سے مل چکا ہوگا یعنی بوسیدہ ہو گیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے"۔

حدیث نمبر 6

(امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب) "شعب الایمان" میں اور (امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد) اصبہانی (متوفی ۵۳۵ھ

8۔ سنن أبي داوٗد: کتاب الصلوٰۃ: باب فضل یوم الجمعۃ: ص: ۱۸۲: رقم: ۱۰۴۷: باب الاستغفار: ص: ۲۶۳ : رقم: ۱۵۳۱: سنن النسائی: کتاب الجمعۃ: باب اکثار الصلوۃ علی النبی یوم الجمعۃ: ص: ۲۲۵ : رقم: ۱۳۷۴: سنن ابن ماجۃ: کتاب اقامۃ الصلوۃ: باب فی فضل الجمعۃ: ص: ۱۹۵: رقم: ۱۰۸۵ : سنن الدارمی: کتاب الصلوۃ: باب فضل یوم الجمعۃ: ۲/ ۹۸۱ : رقم: ۱۶۱۳ : حیاۃ الانبیاء: ص۷۸ : رقم: ۱۰ : صحیح ابن حبان: ۳/ ۱۹۱: رقم: ۹۱۰ : مصنف ابن ابی شیبۃ: ۲/ ۶۱۵ : رقم: ۵۵۵۱ : موارد الظمأن للہیثمی: ۲/ ۲۷۲: رقم: ۵۵۰ : معجم الکبیر للطبرانی: ۱/ ۲۱۷ : رقم: ۵۸۹ : صحیح ابن خزیمۃ: ۳/ ۱۱۸: رقم: ۱۷۳۳: شعب الایمان: ۴/ ۴۳۲ : رقم: ۲۷۶۸۔

اپنی کتاب) **"الترغیب والترہیب"** میں حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ [أُبْلِغْتُهُ].[9]

ترجمہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود پڑھا تو میں اِسے (بذاتِ خود) سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 7

(امیر المومنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل) بخاری (متوفی ۲۵۶ھ اپنی کتاب) **"التاریخ الکبیر"** میں حضرت عمار (بن یاسر) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عِنْدَ قَبْرِي فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ صَلٰوةً إِلَّا بَلَّغَنِيهَا.[10]

9۔ شعب الایمان: باب فی تعظیم النبی واجلالہ: ۳/ ۱۴۱: رقم: ۱۴۸۱: حیاۃ الانبیاء للبیھقی: ص: ۱۰۳: رقم: ۱۸: الترغیب والترہیب للمنذری: باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی: ۲/ ۳۱۷: رقم: ۱۶۶۶: تاریخ بغداد للخطیب: ۴/ ۴۶۹۔

10۔ التاریخ الکبیر للبخاری: ۶/ ۴۱۶: رقم: ۲۸۳۱: الترغیب والترہیب للمنذری: باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی: ۲/ ۳۱۹: رقم: ۱۶۷۱: شفاء السقام للسبکی: ص: ۱۷۲: کشف الاستار: ۴/ ۴۷: رقم: ۳۱۶۲: القند فی ذکر علماء سمرقند للنسفی: ص: ۵۵۰: ترجمہ: ۱۰۰۷: کتاب العظمۃ: ص: ۷۶۲: رقم: ۳۳۹: طبقات الشافعیہ للسبکی: ۱/ ۱۶۹: بغیۃ الباحث للھیثمی: ۳/ ۹۶۳: رقم: ۱۰۶۳۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی بات سن لینے کی طاقت عطا فرمائی ہے، وہ فرشتہ میری قبر کے پاس کھڑا ہے تو جو کوئی بھی مجھ پر دُرود پڑھتا ہے یہ فرشتہ مجھے وہ دُرود پہنچا دیتا ہے۔

حدیث نمبر 8

(امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب) **"حَيَاةُ الْأَنْبِيَاء"** میں اور (امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد) اصبہانی (متوفی ۵۳۵ھ اپنی کتاب) **"الترغیب والترہیب"** میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ وَكَّلَ اللهُ بِذٰلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ عَلَيَّ فِي قَبْرِي كَمَا يَدْخُلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا إِنَّ عِلْمِي بَعْدَ مَوْتِي كَعِلْمِي فِي الْحَيَاةِ [ولفظ البيهقى] يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ.[11]

ترجمہ: جس نے روزِ جمعہ اور شبِ جمعہ مجھ پر سو مرتبہ دُرود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ستر (۷۰) حاجتیں آخرت کی اور تیس

11۔ الترغیب والترہیب للمنذری: باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی: ۲/ ۳۲۰: رقم: ۱۶۷۴: حیاۃ الانبیاء: ص: ۹۳: رقم: ۱۳: شعب الایمان: ۴/ ۴۳۵: رقم: ۲۷۷۳: کتاب خصائص یوم الجمعۃ للسیوطی: ص: ۷۱: رقم: ۱۸۶۔

(۳۰) حاجتیں دنیا کی، نیز ایک فرشتہ بطور مؤکل (خادم) اس شخص کا دُرود لے کر میری قبر میں اس طرح آئے گا جیسا کہ تمہارے پاس کوئی تحائف لے کر آتا ہے، بیشک میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہو گا جیسا کہ میری حیات میں ہے (بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں) جس نے مجھ پر دُرود پڑھا تو وہ فرشتہ مجھے اُس کے نام و نسب کی اطلاع دیتا ہے پھر میں اسے اپنے نورانی صحیفے میں لکھ لیتا ہوں۔

حدیث نمبر 9

(امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) اپنی کتاب "حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ" میں) حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُونَ فِي قُبُورِهِمْ بَعْدَ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَلَكِنَّهُمْ يُصَلُّونَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ حَتَّى يُنْفَخَ فِي الصُّورِ.[12]

ترجمہ: انبیائے کرام اپنی قبروں میں چالیس راتوں تک بھی نہیں چھوڑے جاتے مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت تک نماز پڑھتے ہیں۔

حدیث نمبر 10

(حضرت سیّدنا امام) سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "الجامع" میں روایت کیا ہے کہ ہمارے شیخ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

12۔ حیاۃ الانبیاء للبیہقی: ص: ۷۵: رقم: ۴: شفاء السقام للسبکی: ص: ۳۹۳: مسند الفردوس: ۱/ ۲۲۲: رقم: ۸۵۲: الصلات والبشر، مجد الدین فیروز آبادی: ص: ۱۴۴۔

انہوں نے فرمایا:

مَا مَكَثَ نَبِيٌّ فِي قَبْرِهِ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ حَتَّى يُرْفَعَ.[13/14]

ترجمہ: کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا حتی کہ اسے اٹھا لیا جاتا ہے۔

(اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام المحدثین ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے فرمایا:

پس اس طرح (اٹھا لیے جانے سے) تمام انبیائے کرام علیہم السلام عام زندہ لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں [اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ انبیائے کرام کو حقیقی و دنیاوی زندگی ملتی ہے، صرف معنوی زندگی نہیں] اور جہاں اللہ تعالیٰ انہیں رکھے، وہاں رہتے ہیں۔

آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

اور انبیائے کرام علیہم السلام کے وصال فرمانے کے بعد زندہ ہونے کے بارے میں صحیح احادیث میں شواہد (و دلائل) موجود ہیں۔

پھر امام بیہقی نے (ان شواہد میں سے) واقعہ معراج میں حضور نبی کریم ﷺ کا انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کا ذکر کیا اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اُن سے گفتگو فرمائی اور انہوں نے آپ ﷺ سے شرف کلام کی سعادت حاصل کی۔

13۔ مصنف عبد الرزاق: ۳/ ۵۷۶: رقم: ۶۷۲۵: حیاۃ الانبیاء للبیہقی: ص: ۷۶: رقم: ۵۔

14۔ رقم ۱۰/۹ کی وضاحت کے لیے علامہ محمد عباس رضوی کی کتاب شرح حیاۃ الانبیاء بنام "آپ زندہ ہیں واللہ" کا صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۶ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 11

(امام المحدثین، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب "حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاء "میں) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا):

وَ قَدْ رَأَیْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِذَا مُوْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ کَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَاِذَا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ وَاِذَا اِبْرَاهِیْمُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُکُمْ [یَعْنِیْ نَفْسَهٗ] فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ.[15]

ترجمہ: میں نے خود کو گروہ انبیاء میں پایا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں گویا وہ (ظاہری ہیئت میں) قبیلہ شنوءۃ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے بالوں والے تھے اور پھر دیکھا کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور پھر دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور تمہارے سردار (یعنی خود حضور نبی کریم علیہ السلام) اُن کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے اُن تمام (انبیائے کرام علیہم السلام) کی امامت کرائی۔

15۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان: باب ذکر السیح ابن مریم: ص: ۹۳: رقم: ۱۷۲: سنن الکبری للنسائی: ۱۰/ ۲۵۱: رقم: ۱۱۴۱۶: مسند ابی عوانۃ: ۱/ ۱۱۷: رقم: ۳۵۰: حیاۃ الانبیاء للبیھقی: ص: ۸۳: رقم: ۹: المسند المستخرج لابی نعیم: ۱/ ۲۴۰: رقم: ۴۳۳۔

حدیث نمبر 12

(امام المحدثین، ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ نے اپنی کتاب "حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاء میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ) "اِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ فَأَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُفِیْقُ"[16/17] کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

اِس حدیث کا مطلب اسی صورت میں صحیح ہو گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام پر اُن کی اَرواح کو لوٹا دیا ہو اور انبیائے کرام اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہیدوں کی طرح زندہ ہوں چنانچہ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب پر غشی طاری ہو گی اور یہ کسی لحاظ سے بھی موت نہیں ہو گی بلکہ محض شعور کھو جانے کا نام ہو گا۔[18]

حدیث نمبر 13

(امام الحدیث) ابو یعلی (محمد بن علی موصلی متوفی ۳۰۷ھ اپنی "مسند" میں) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ [وَفِیْ رِوَایَةٍ "نَفْسُ أَبِی الْقَاسِمِ"] بِیَدِهٖ لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی

16۔ ترجمہ: تمام لوگ بیہوش ہوں گے پس سب سے پہلے مجھے افاقہ ہو گا۔

17۔ صحیح البخاری: کتاب الخصومات: باب مایذکر فی الاشخاص: ص: ۵۸۱: رقم: ۲۴۱۱: صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب فضائل موسی: ص: ۱۱۱۴: رقم: ۲۳۷۳۔

18۔ حیاۃ الانبیاء للبیھقی: ص: ۱۰۷: رقم: ۲۰۔

بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَأُجِيبَنَّهُ.[19]

ترجمہ: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یقینا عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے "یَا مُحَمَّدُ" تو میں ضرور بالضرور انہیں جواب دوں گا۔

حدیث نمبر 14

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث) ابو نعیم (احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اپنی کتاب) **"دلائل النبوۃ"** میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيَالِي الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ غَيْرِي وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَوةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ.[20]

ترجمہ: میں نے ایام حرہ (وہ دن جس میں یزیدی فوج نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تھا) کی راتوں میں مسجد نبوی میں اپنے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہ دیکھا لیکن جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو مجھے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کی آواز سنائی دیتی۔

حدیث نمبر 15

حضرت سیّدنا زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ اپنی تالیف **"اخبار المدینہ"** میں حضرت سیّدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

19۔ مسند أبی یعلی: ۱۱/ ۴۶۲ : رقم: ۶۵۸۴ : المطالب العالیۃ لابن حجر: ۱۸/ ۴۰۱ : رقم: ۴۵۰۵ : مستدرک للحاکم: ۲/ ۷۰۰ : رقم: ۴۲۲۲۔

20۔ الطبقات لابن سعد: ۷/ ۱۳۲: دلائل النبوۃ لابی نعیم: ۲/ ۵۶۷ : رقم ۵۱۰۔

ایام حرہ میں لوگوں کے دوبارہ مدینے لوٹنے تک میں برابر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان واقامت کی آواز سنتا رہا۔[21]

حدیث نمبر 16

(حافظ الحدیث، امام محمد) ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) اپنی کتاب **"طبقات الکبری"** میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد نبوی میں پناہ لیے ہوئے تھے جبکہ لوگ قتل کیے جارہے تھے تو حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہونے والی اذان کی آواز سنا کرتا تھا۔[22]

حدیث نمبر 17

(حافظ الحدیث، امام ابو عبد اللہ بن عبد الرحمن) دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) اپنی **"مسند"** میں مروان بن محمد رضی اللہ عنہ سے حضرت سعید بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب ایام حرہ کا سانحہ رونما ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن تک اذان اور اقامت نہیں ہوئی، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے مسجد نہیں چھوڑی تھی (یعنی مسجد نبوی میں ہی موجود تھے) اور وہ نماز کا وقت نہیں جانتے تھے

21۔ الطبقات لابن سعد: ۷/ ۱۳۲۔

22۔ الطبقات لابن سعد: ۷/ ۱۳۲۔

مگر ایک دھیمی سی آواز کے ذریعے سے، جسے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے سنتے تھے۔[23]

تو یہ تمام اَحادیث و آثار حیات النبی ﷺ اور حیات انبیائے کرام علیہم السلام پر دلالت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شہداء کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ[24]

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مُردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

غور کیجیے کہ جب شہداء کا یہ مقام ہے (کہ اُن کے بارے میں مردہ گمان کرنے سے بھی منع فرمایا گیا کیوں کہ وہ زندہ ہیں) تو انبیائے کرام علیہم السلام تو اُن سے بدرجہ اولیٰ افضل و اعظم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ وصف شہادت سے بھی سرفراز فرمایا ہے تو اس طرح وہ انبیائے کرام اس آیت مبارکہ کے عموم میں شامل ہوگئے۔

حدیث نمبر 18

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث، حجۃ اللہ علی الارض) احمد (بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ "مسند" میں)، (امام الحدیث) ابو یعلی (محمد بن علی موصلی متوفی ۳۰۷ھ **"مسند ابی یعلی"**

23۔ سنن الدارمی: باب ما أکرم اللہ تعالی نبیہ بعد موتہ: ۱/ ۲۲۸: رقم: ۹۴۔
24۔ آل عمران: ۱۶۹۔

میں)، (امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد) طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ **"معجم کبیر"** میں)، (امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری المعروف امام) حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) **"مستدرک"** میں، (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) **"دلائل النبوۃ"** میں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

لَأَنْ أَحْلِفَ بِاللّٰهِ تِسْعًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قُتِلَ قَتْلًا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً اَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِتَّخَذَ نَبِيًّا وَجَعَلَهُ شَهِيْدًا.[25]

ترجمہ: اگر میں نو مرتبہ قسم کھاؤں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات شہادت کی ہے تو میرے نزدیک زیادہ عزیز ہے کہ میں ایک مرتبہ قسم کھاؤں کہ حضور نبی کریم ﷺ شہید نہیں ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور شہادت بھی عطا فرمائی۔

حدیث نمبر 19

(امیر المومنین فی الحدیث، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل) بخاری (متوفی ۲۵۶ھ اپنی کتاب صحیح بخاری میں) اور (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین)

25۔ مسند احمد: ۱۱۵/۶: رقم: ۳۶۱۷: مسند أبي یعلی: ۹/ ۱۳۲: رقم: ۵۲۰۷: معجم الکبیر: ۱۳۴/۱۰: رقم: ۱۰۱۱۹: دلائل النبوۃ للبیہقی: ۷/ ۱۷۲: مستدرک للحاکم: ۳/ ۶۴: رقم: ۴۴۵۵۔

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں) حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں ارشاد فرماتے تھے:

[يَا عَائِشَةُ] لَمْ أَزَلْ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ اِنْقَطَعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السُّمِّ.[26]

ترجمہ: (اے عائشہ!) میں اُس کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں، جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا اب اس زہر کے سبب میری اَبہری رگ (شہ رگ) کٹ رہی ہے۔

(سابقہ دلائل میں حیات شہداء کا واضح ثبوت ہے اور جبکہ حضور علیہ السلام کا شہید ہونا بھی ثابت ہو چکا) تو ان دلائل و شواہد سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں لہٰذا اَب (اِن دلائل کے پیش نظر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر انور میں زندہ ہونا، قرآن پاک کی نص (آیت) سے ثابت ہوا، یا تو لفظ کے عموم سے، یا مفہوم موافقت سے (دونوں طرح سے ثابت ہوتا ہے)۔[27]

26۔ صحیح البخاری: کتاب المغازی: باب مرض النبی ووفاتہ: ص: ۱۰۸۶: رقم: ۴۴۲۸: مستدرک للحاکم: ۳/ ۶۴: رقم: ۴۴۵۴: دلائل النبوۃ للبیہقی: ۷/ ۱۷۲۔

27۔ یعنی اگر شہادتِ حقیقی کا اعتبار کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس عمومِ آیت قرآنی سے ثابت ہو گی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں اور اگر شہادتِ معنویہ کا اعتبار کیا جائے تو مفہوم موافقت سے حیات ثابت ہو گی کہ جب شہید زندہ ہوتے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدرجۂ اولیٰ زندہ ہوں گے۔

حدیث نمبر 20

(امام المحدثین، الحافظ الکبیر، ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) اپنی کتاب "الاعتقاد" میں لکھتے ہیں:

وَالْاَنْبِيَاءُ [عَلَيْهِمُ السَّلَامُ] بَعْدَ مَا قُبِضُوْا رُدَّتْ اِلَيْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ.[28]

ترجمہ: انبیائے کرام علیہم السلام کی اَرواح قبض کرنے کے بعد انہیں دوبارہ لوٹا دی جاتی ہے چنانچہ وہ اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں زندہ ہیں جیسا کہ شہداء۔

حدیث نمبر 21

(امام ابو عبد محمد بن احمد مالکی) قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ اپنی) کتاب "التذکرۃ" میں حدیث "صَعِقَةٌ" کے متعلق اپنے شیخ کا قول بیان کرتے ہیں:

اِنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَاِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالٌ مِنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ، وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَنَّ الشُّهَدَاءَ بَعْدَ قَتْلِهِمْ وَمَوْتِهِمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ، وَهٰذِهِ صِفَةُ الْأَحْيَاءِ فِي الدُّنْيَا، وَاِذَا كَانَ هٰذَا فِي الشُّهَدَاءِ كَانَ الْأَنْبِيَاءُ بِذٰلِكَ أَحَقُّ وَ أَوْلٰى مَعَ أَنَّهُ قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ]، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ اِجْتَمَعَ بِالْأَنْبِيَاءِ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَفِي السَّمَاءِ، وَخُصُوْصًا بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

28۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵۔

وَقَدْ أَخْبَرَنَا ﷺ بِمَا يَقْتَضِي أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَرُدُّ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يَرُدَّ السَّلَامَ عَلَى كُلِّ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَحْصُلُ مِنْ جُمْلَتِهِ الْقَطْعُ بِأَنَّ مَوْتَ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّمَا هُوَ رَاجِعٌ إِلَى أَنْ غُيِّبُوا عَنَّا بِحَيْثُ لَا نُدْرِكُهُمْ وَإِنْ كَانُوا مَوْجُودِينَ أَحْيَاءً وَذَلِكَ كَالْحَالِ فِي الْمَلَائِكَةِ فَإِنَّهُمْ مَوْجُودُونَ أَحْيَاءٌ وَلَا يَرَاهُمْ أَحَدٌ مِنْ نَوْعِنَا إِلَّا مَنْ خَصَّهُ [الله] بِكَرَامَةٍ مِنْ أَوْلِيَائِهِ.[29/30]

ترجمہ: بیشک موت عدم محض (یعنی بالکل ختم ہو جانا) نہیں ہے بلکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال کرنا ہے اور اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ شہداء قتل ہونے اور مرنے کے بعد بھی اپنے ربّ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں، وہاں رزق دیے جاتے ہیں، خوش ہوتے ہیں اور خوش خبریاں دیتے ہیں اور اس طرح کی صفات دنیا میں زندہ لوگوں کی ہوتی ہے تو جب یہ دنیوی صفات شہداء کو حاصل ہیں تو پھر انبیائے کرام علیہم السلام اس بات کے زیادہ حق دار ہیں۔

کیونکہ صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بیشک زمین انبیائے کرام کے اجسام کو نہیں کھاتی اور (یہ بھی ثابت ہے کہ) حضور نبی کریم ﷺ نے شب

29۔ التذکرۃ للقرطبی: ص: ۴۶۰۔

30۔ بہ قول شاعر:

آنکھ والا تیرے جوبن کا نظارہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

31۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵ تا ۴۱۷۔

معراج بیت المقدس اور آسمانوں میں جماعت انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور (حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ) نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی امتی مجھے سلام کرتا ہے تو میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اِن تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی موت کی حقیقت ایسی ہے کہ وہ ہم سے پردہ کر جاتے ہیں یعنی ہم اُنہیں اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے اگرچہ وہ زندہ و موجود ہوتے ہیں، بالکل اُسی طرح جیسے ”فرشتے“ کہ بیشک وہ فرشتے زندہ و موجود تو ہیں لیکن ہم میں سے کوئی انہیں نہیں دیکھ سکتا (یعنی ہمارے نہ دیکھنے سے اُن کے حیات و وجود میں فرق نہیں آتا تو اسی طرح انبیائے کرام کا حال ہے) سوائے اللہ تعالیٰ کے اُن محبوب بندوں کے جن پر وہ اپنا فضل و کرم فرمادے (تو وہ دیکھ لیتے ہیں)۔

”امام قرطبی کا کلام ختم ہوا“۔

(حضرت سیّدی امام) بارزی رحمۃ اللہ علیہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے بعد وفات زندہ ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

”بیشک حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں۔“

شیخ الشافعیہ، فقیہ زماں، اُستاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسائل جاجرمیین“ کے جوابات میں ارشاد فرمایا:

ہمارے علمائے محققین و متکلمین نے کہا ہے: بیشک حضور نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور بلاشبہ وہ اُمت کی نیکیوں پر خوش اور گناہ گاروں کے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں اور جو کوئی اُمتی درود پاک پڑھتا ہے تو وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

اور فرماتے ہیں:

انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام مبارک بوسیدہ نہیں ہوتے اور نہ ہی زمین اُن کے اجسام مبارکہ کو نقصان پہنچاتی ہے، (اور اس بات کے ثبوت میں یہ روایات لکھیں) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے میں وصال پا گئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے (حدیث معراج میں) فرمایا: بیشک میں نے حضرت موسی علیہ السلام (شب معراج) کو اُن کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

اور (پھر استاذ ابو منصور نے) حدیث معراج کو بطور دلیل بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں دیکھا، حضرت آدم علیہ السلام کو آسمانِ دنیا پر دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو انہوں نے کہا: "مرحباً بالابن الصالح والنبی الصالح" اور جب یہ تمام احادیث صحیح ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد بھی زندہ وحیات ہیں اور اُسی طرح اپنے منصب نبوت پر فائز ہیں۔

استاذ ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

حدیث نمبر 22

حافظ، شیخ السنہ، ابو بکر (احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) کتاب **"الاعتقاد"** میں لکھتے ہیں:

وَالْاَنْبِيَاءُ [عَلَيْهِمُ السَّلَامُ] بَعْدَمَا قُبِضُوْا رُدَّتْ اِلَيْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ.

ترجمہ: انبیائے کرام علیہم السلام کی اَرواح قبض کرنے کے بعد انہیں دوبارہ لوٹا دی جاتی ہیں چنانچہ وہ اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ شہداء۔

حضور نبی کریم ﷺ نے شب معراج انبیائے کرام کی جماعت کو دیکھا، نماز میں اُن کی امامت فرمائی، اس بارے میں ہمیں خبر دی اور اُن کی بات بالکل سچی ہے، بیشک ہمارے دُرود و سلام اُن کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام کا کھانا حرام کر دیا ہے۔[31]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"حیاۃ الانبیاء" کے مسئلے سے متعلق میں نے ایک منفرد کتاب بھی لکھی ہے (اس کتاب کا نام "حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ فِيْ قُبُوْرِهِمْ" ہے)۔[32]

32۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵ تا ۴۱۷۔

[پس حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے یہاں پیدائش سے قبل بھی نبی ورسول مکتوب تھے][33] اور روحِ مبارک قبض ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے نبی ورسول، صفی اور ساری مخلوقات سے افضل واعلیٰ ہیں۔[34]

اَللّٰهُمَّ أَحۡيِنَا عَلٰى سُنَّتِهٖ وَأَمِتۡنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاجۡمَعۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهٗ فِي الدُّنۡيَا وَالۡآخِرَةِ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ ۞

امام بارزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

امام شیخ عفیف الدین یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیاء پر اُن کے احوال پیش کیے جاتے ہیں، وہ ملکوت وسماوات کی اشیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں کیونکہ وہ مردہ نہیں ہیں جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی قبر میں دیکھا۔

اور یہ درست ہے کہ جو بات انبیائے کرام کے لیے بطور معجزہ جائز ہے، وہ اولیاء کے لیے بطور کرامت بغیر چیلنج کے جائز ہے اور اس بات کا انکار صرف جاہل ہی کر سکتا ہے۔[35]

33۔ بریکٹ[] کے مابین والی عبارت ''انباء الاذکیاء'' میں نہیں لیکن اصل کتاب الاعتقاد میں ہے۔

34۔ کتاب الاعتقاد للبیہقی: ص: ۴۱۵ تا ۴۱۷۔

35۔ یعنی انبیائے کرام معجزہ کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں اور اُن کے چیلنج کا مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور بغیر چیلنج کے ہوتا ہے، دونوں میں ایک بنیادی فرق

حیاتِ انبیاء کے متعلق علمائے اسلام کی بے شمار نصوص اور اقوال ہیں لیکن ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔[36]

تحدی (چیلنج) کا ہے البتہ کچھ مخصوص معجزات ایسے بھی ہیں جن کا صدور اولیاء اللہ کے لیے روا نہیں رکھا گیا، مثلاً چاند کو دو ٹکڑے کرنا، سورج کو پھیر دینا وغیرہ، اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے کتب علم الکلام ملاحظہ فرمائیں۔

36۔ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)

فصل

حدیث سلام کی وضاحت اور اعتراضات کے جوابات

حدیث نمبر 23

دوسری حدیث مبارکہ جسے (الامام الکبیر، حافظ الحدیث، حجۃ اللہ علی الارض) احمد (بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ) نے **"مسند"** میں، (الامام الکبیر، حافظ الحدیث،) ابو داؤد (سلیمان بن اشعث متوفی ۲۹۵ھ) نے **"سنن"** میں اور (امام المحدثین، الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین) بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے **"شعب الایمان"** میں حضرت ابو عبد الرحمن المقری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ حضرت حیوۃ بن شریح رضی اللہ عنہ سے، وہ حضرت ابی صخر رضی اللہ عنہ سے، وہ یزید بن عبد اللہ بن قسیط رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔[37/38]

37۔ سنن أبی داؤد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبری للبیہقی: ۵/ ۴۰۲: رقم:

ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کا ظاہری متن جسم اَقدس سے بسا اوقات روح کی جدائی پر دلالت کرتا ہے حالانکہ ایسا ہونا صریح و صحیح احادیث سابقہ کے خلاف ہے، لہٰذا میں (امام جلال الدین سیوطی شافعی) نے اس بارے میں غور وفکر کیا تو مجھے اس مسئلے کے بارے میں چند جوابات حاصل ہوئے۔

۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

38۔ یہ حدیث صحیح الاسناد اور ائمہ ومحدثین کے نزدیک مستند و معتبر ہے، امام سخاوی "القول البدیع" میں فرماتے ہیں، اس کی اسناد "حسن" ہیں بلکہ امام نووی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، علامہ ابن قیم "جلاء الافہام" ص ۴۴ پر لکھتے ہیں، وقد صح اسناد ھذا الحدیث یعنی اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں، ان کے علاوہ دیگر ائمہ مثلاً امام ملا علی قاری نے "شرح الشفا" میں، امام تقی الدین سبکی نے "شفاء السقام" وغیرہ میں اس حدیث کی تائید وتوثیق کی ہے۔

توجیہات وتاویلات

الفاظِ حدیث میں راوی کا سہو

جواب نمبر 1

یہ جواب زیادہ مدلل نہیں ہے کہ راوی کو حدیث کے الفاظ میں وہم ہوا ہے، لہٰذا اسی وجہ سے اشکال وارد ہوا ہے (یعنی روایت میں سہو الفاظ وغیرہ کا احتمال ہے) اگرچہ علمائے کرام نے کثیر احادیث میں اسی طرح کا دعویٰ کیا ہے لیکن اصل اس بات کی مخالفت کرتی ہے، لہٰذا اس دعوی کی طرف (اہل علم کے یہاں) توجہ نہیں کی جائے گی۔

قواعد عربی کے ذریعہ حدیث کی وضاحت

جواب نمبر 2

یہ جواب دلیل کے اعتبار سے قوی ہے، اِسے عربی زبان کی معرفت رکھنے والا ہی صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے کہ حدیث میں ”رَدَّ اللّٰہُ“ جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ حالیہ **”فعل ماضی“** واقع ہو تو اس

جملے سے پہلے ”قَدْ“ کا لفظ مقدر (محذوف) مانا جاتا ہے،[39] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَوْ جَآءُوْکُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ ۝[40]

ترجمہ: یا تمہارے پاس یوں آئے کہ اُن کے دلوں میں سکت نہ رہی۔

اس آیت میں (حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ جملہ حالیہ واقع ہوا ہے، اس لیے) ”قد“ مقدر ہے یعنی قَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ تو اسی طرح حدیث میں (”رد اللہ“ کے جملے سے قبل ”قد“) مقدر ہے اور جملہ ماضی کو ہر سلام بھیجنے والے کے سلام سے قبل تسلیم کرنا ہو گا اور **”حتی“** اس جملے میں تعلیل کے لیے نہیں آیا بلکہ یہاں بطور حرفِ عطف **”واؤ“** کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اس گفتگو کی رُو سے اب حدیث کی اصل عبارتِ مقدرہ یوں ہو گی:

”مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا قَدْ رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِيْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأَرُدُّ عَلَيْهِ“

یہاں اُن لوگوں کو اعتراض واشکال درپیش ہوا ہے جنہوں نے جملہ ”رَدَّ اللہُ“ کو حال یا استقبال کے معنی میں تصور کیا اور ”حَتّٰی“ کو تعلیل کے لیے گمان کیا حالانکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔

39۔ یہ قاعدہ عند البصریین ہے، ان کے نزدیک ”قد“ وجوبی طور پر محذوف ہو گا، امام اخفش کے نزدیک جملہ حالیہ کے ”فعل ماضی“ واقع ہونے کی صورت میں ”قد“ وجوباً محذوف نہیں کیا جائے گا، اگر موجود ہوا تو برقرار رہے گا اور اگر نہ ہو تو مقدر نہیں مانا جائے گا۔ مزید تفصیل کے لیے علم نحو کی کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

40۔ النساء: ۹۰۔

ہماری اس توضیح سے اصل متن حدیث پر وارد اشکال واعتراض بھی ختم ہو گیا اور معنوی اعتبار سے بھی اس کی تائید و توضیح ہو گئی ہے، حدیث میں موجود کلمہ "رَدَّ" کو اگر حال واستقبال کے معنی میں لیا جائے تو تکرارِ مسلمین کی وجہ سے تکرارِ رَدّ (روح کا بار بار لوٹایا جانا) لازم آئے گا اور تکرارِ رَدّ کی وجہ سے تکرارِ مفارقت (یعنی جسم اقدس سے روح کا جدا ہونا پھر لوٹنا) لازم آئے گا حالانکہ تکرارِ مفارقت کئی ممنوعات کی وجہ سے درست نہیں۔

۱۔ جسم مبارک سے بار بار روحِ اقدس کا جدا ہونا:

جسم انور کی تکلیف کا باعث ہو گا اگرچہ بار بار روحِ اقدس کی جدائی سے تکلیف نہ بھی ہو تب بھی یہ بات شانِ عظمت ورسالت کے منافی ہے۔

۲۔ تمام شہداء واولیاء کی مخالفت کی وجہ سے:

کیونکہ اُن میں سے کسی ایک کے لیے برزخ میں روح کا بدن سے جدا ہو کر دوبارہ جسم میں لوٹنے کا تکرار ثابت نہیں ہے اور جب اُن شہداء واولیاء کا یہ عالم ہے کہ روح اُن کے اجسام سے تکرارِ مفارقت نہیں کرتی (بلکہ اُن کے اجسام میں ہی ہوتی ہے) تو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک اِس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ اُن کی روحِ مبارک جسم اقدس سے جدا نہ ہو اور بدرجۂ اولیٰ جسم اقدس میں ہی جلوہ گر رہے۔

۳۔ قرآنی آیات کی مخالفت کی وجہ سے:

کیونکہ آیت قرآنی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ انسان کے لیے دو موت اور دو حیات ہیں جبکہ (اگر تکرار دُرست مانی جائے) تو یہ کثیر اَموات وحیات

کو لازم ہے اور ایسا ہونا باطل ہے۔

۴۔ سابقہ احادیث متواترہ کی مخالفت کی وجہ سے:

(کیونکہ سابقہ احادیث اس تکرارِ مفارقت کے بطلان کا تقاضہ کرتی ہیں جیسا کہ مزید تفصیل آگے بھی آرہی ہے) تو جوبات قرآن کریم، احادیث متواترہ کے مخالف ہو تو اولاً اس کی تاویل کی جائے گی اور اگر تاویل ممکن نہ ہو، تو وہ بات مردود (باطل) ہے لہٰذا اب لازم ہے کہ حدیث کے مضمون ومتن کو ہماری بیان کردہ تاویل پر محمول کر کے درست مانا جائے۔[41]

علم بلاغت کے ذریعہ حدیث کی وضاحت

جواب نمبر 3

اور کہا گیا ہے کہ لفظ "اَلرَّدُّ" ہمیشہ مفارقت (جدائی) کے معنی پر ہی دلالت نہیں کرتا بلکہ کبھی یہ مطلقاً صَیْرُوْرَۃٌ (ہونے) کے معنی میں بطور کنایہ بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا:

41۔ یعنی حدیث کے مضمون والفاظ کا ظاہر تو اُس بات پر دلالت کرتا ہے جو قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہے، اس لیے اب حدیث میں تاویل کی گئی جیسا کہ سابقہ اقوال میں تصریح موجود ہے تو اب اُن تاویلات کے ذریعے سے مخالفت قرآن وحدیث ختم ہو گئی لہٰذا جب تاویل ممکن ہے تو اب تاویل کر کے اسے درست تسلیم کر لیا جائے گا بلاجواز اسے رَدّ نہیں کیا جائے گا جیسا کہ بعض ناواقفوں نے کیا۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ ۝[42]

ترجمہ: ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آجائیں۔

تو یہاں "عود" کے لفظ سے مطلقاً صَيْرُوْرَة (ہونے) کا معنی مراد ہے پھر سے لوٹنا مراد نہیں، اس لیے کہ حضرت شعیب علیہ السلام یقیناً اُن کافروں کی قوم میں سے نہ تھے۔[43]

اوراس حدیث میں حسنِ استعمال اور مناسبت لفظیہ کے پیش نظر "رَدَّ اللّٰهُ" میں "اَلرَّدُّ" کو "حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ" کی باہمی مناسبت کی وجہ سے حدیث کے اوّل میں ذکر کیا تاکہ بعد والے جملے "أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ" سے مناسبت ہو جائے۔

مشاہدۂ حق میں اِستغراق

جواب نمبر 4

یہ جواب نہایت مدلل و نفیس ہے کہ حدیث میں "روح کے لوٹنے" سے روح کا جسم اقدس سے جدا ہو کر دوبارہ لوٹنا مراد نہیں ہے بلکہ حضور نبی کریم ﷺ برزخ میں احوالِ ملکوت میں مشغول اور مشاہدۂ ربّ تعالیٰ میں مستغرق

42۔ الاعراف:۸۹۔

43۔ یعنی نعوذ باللہ پہلے اِن کافروں کے ساتھ تھے پھر مسلمان ہوئے اوراب پھر واپسی کی بات کر رہے ہوں ایسا ہرگز مراد نہیں کیونکہ تمام انبیائے کرام ابتداء ہی سے مسلمان ہوتے ہیں۔

ومصروف ہیں جیسا کہ دنیا میں بحالت وحی میں ہوا کرتے تھے تو اس مشاہدہ و استغراق سے افاقہ کو "روح کے لوٹنے" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی مثال علمائے اسلام کے اُن اقوال سے بھی ملتی ہے جو کہ انہوں نے "حدیث معراج" میں وارد ہونے والے اِس لفظ کی توضیح میں بیان کیے ہیں:

"فَاسْتَيْقَظْتُ وَاَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"

ترجمہ: لہٰذا جب میں بیدار ہوا تو مسجد حرام میں تھا۔

اس حدیث میں "اِسْتِيْقَاظ" سے مراد نیند سے جاگنا نہیں ہے کیونکہ معراج خواب میں نہیں ہوئی تھی بلکہ یہاں عجائباتِ سماوات وملکوت کے مشاہدات سے افاقہ کو "اِسْتِيْقَاظ" (جاگنے) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

لفظ "رَدَّ" کے معنی میں جتنے بھی جوابات دیے گئے ہیں، میرے (امام جلال الدین سیوطی) نزدیک یہ جواب نہایت قوی و مستحسن ہے اور میرے ذکر کردہ جوابات میں جواب نمبر ۲ کے بعد اِسے ہی عمدگی حاصل ہے۔

تم پہ ہر دم کروڑوں دُرود و سلام

جواب نمبر 5

(حدیث میں مذکور) "اَلرَّدُّ" اِستمرار (ہمیشگی، دوام) کو مستلزم ہے اور یہ اِستمرار بدن مبارک میں روحِ اقدس کے دوام کا تقاضہ کرتا ہے کیونکہ زمین کے

اطراف واکناف میں ہمہ وقت حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود پاک پڑھا جاتا ہے تو اس وجہ سے روح بدنِ اقدس سے کبھی جدا ہوتی ہی نہیں ہے۔[44]

آپ زندہ ہیں واللہ!

جواب نمبر 6

اور کہا گیا ہے کہ پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اسی بات وحی کی گئی تھی لہٰذا آپ ﷺ نے اس کی خبر ارشاد فرمادی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آپ ﷺ کو برزخی (جسمانی) زندگی بھی عطا فرمائی جائے گی تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمادیا اوراس معاملے میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ وہ پہلی وحی تھی اور یہ دوسری وحی ہے[45]۔

اور یہ وہ جوابات تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل وکرم سے مطلع فرمایااور میں نے یہ جوابات کسی اور جگہ لکھے نہیں پائے (آگے مزید اور بھی جوابات آرہے ہیں) ان جوابات کو لکھنے کے بعد میں نے شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الفجر المنیر فیما فضل بہ البشیر النذیر" دیکھی تو مجھے اس میں یہ عبارت ملی۔

44۔ زمیں میں انسانوں کا دُرود پاک پڑھنا اگر بالفرض موقوف بھی ہو جائے لیکن فرشتے تو پڑھتے ہی رہیں گے کہ انہیں نہ تو نیند آتی ہے اور نہ ہی وہ تھکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر خالق محبوبِ کائنات خود اُن کی ذات پر دُرود وسلام نازل کر رہا ہے: اللّٰھم صل صلوۃ کاملۃ وسلم سلاما تآما علی سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وعترتہ اجمعین۔

45۔ گویادوسری وحی ناسخ اور پہلی وحی منسوخ ہے اور ایسا معاملہ کئی احکامات میں بھی ہوا ہے۔

حدیث نمبر 24

(الامام الکبیر، حافظ الحدیث ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ) ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) نے "سنن ترمذی" میں روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"

ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔[46]

اعتراض

اِس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دائمی حیات ہیں، اس پر دلیل عادۃً اس بات کا محال ہونا ہے کہ کائنات میں صبح وشام کوئی ایک بھی آپ ﷺ پر سلام پیش کرنے والا نہ ہو جبکہ حدیث کے الفاظ ہیں "اِلَّا رَدَّ اللهُ اِلَيَّ رُوحِي" تو اس حصۂ حدیث کے پیش نظر دائمی حیات ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس سے تو قلیل وقت میں متعدد حیات ووفات لازم ہوتیں ہیں کیونکہ کائنات کے مختلف گوشوں سے ایک ہی وقت میں کئی سلام پیش کیے جاتے ہیں۔[47]

46۔ سنن أبي داوٗد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبریٰ للبیہقی: ۵/ ۴۰۲: رقم: ۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

47۔ تو ایک ہی وقت میں کئی سلاموں کے جواب دینے کے لیے بار بار روح نکلتی ہے پھر لوٹتی ہے تو اس طرح سے دائمی حیات ثابت نہ ہوئی بلکہ تھوڑے سے وقت میں کئی بار حیات ووفات واقع ہوگی تو پھر حدیث سے دائمی حیات کا استدلال کیسے درست ہوگا؟

عالم برزخ میں گفتگو

جواب نمبر 7

واللہ اعلم! کہا گیا ہے کہ یہاں حدیث میں روح سے مجازی طور پر نطق (گفتگو) مراد ہے تو گویا اب حدیث کا مطلب یوں ہوگا "اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ نُطْقِیْ" اور حضور نبی کریم ﷺ تو دائمی طور پر حیات ہیں (یعنی اس تاویل کے بعد حدیث پر وارد اعتراض رفع ہو گیا اور استدلال حیات النبی ﷺ درست صحیح ہو گیا) لیکن حیاتِ دائمی سے نطق (گفتگو) لازم نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ سلام کرنے والوں کے سلام کے وقت نطق (کی قوت) عطا فرما دیتا ہے اور علاقۃ المجاز (یعنی روح سے مجازاً نطق مراد لینے کا قرینہ) یہ ہے کہ نطق (گفتگو) کے لیے وجودِ روح لازم ہے جیسا کہ روح کے لیے نطق (گفتگو) کا بالفعل یا بالقوہ ہونا لازم ہے۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے دو لازم الامر میں سے ایک لازم کے ساتھ کلام ذکر فرمایا اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ روح کا لوٹنا قرآن پاک کی آیت سے فقط دو مرتبہ ہی ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان ہے:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ ۝[48]

ترجمہ: کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا۔

امام تاج الدین مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

48- غافر:11۔

اور یہ جواب سابقہ چھ جوابات کے علاوہ ہے اور اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو یہ ساتواں جواب ہو گا مگر میرے (امام جلال الدین سیوطی) نزدیک اس جواب پر چند اشکالات ہیں۔

اس جواب کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ برزخ میں حیات دائمی سے موجود تو ہیں لیکن بعض اوقات نطق (یعنی گفتگو) نہیں کر سکتے بلکہ جب سلام ہوتا ہے تب ہی جواب کے لیے نطق (گفتگو) فرماتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ تو بہت بعید بلکہ دلائل کے اعتبار سے ممنوع ہے، اس لیے کہ عقل و نقل دونوں ہی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں بلکہ اس کے برعکس دلائل فراہم کرتے ہیں۔

1- **نقل:** (احادیث و اقوال ائمہ کرام)

کثیر احادیث مبارکہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے حالاتِ برزخی کے بارے میں موجود ہیں جن میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام جو چاہتے ہیں، گفتگو فرماتے ہیں، انہیں کسی چیز سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ اسی طرح تمام مؤمنین و شہداء اور دیگر نیک لوگوں کا حال ہے کہ جو چاہیں، گفتگو کرتے ہیں اور کسی چیز سے منع نہیں کیے جاتے، برزخ میں کسی ایک کی بھی گفتگو سے ممانعت کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جو بغیر وصیت کے مر گیا ہو۔

حدیث نمبر 25

(امام الحدیث) ابو الشیخ ابن حیان نے **"کتاب الوصایا"** میں حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ یُوْصِ لَمْ یُؤْذَنْ لَهُ فِيْ الْکَلَامِ مَعَ الْمَوْتٰی، قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! وَهَلْ تَتَکَلَّمُ الْمَوْتٰی؟ قَالَ : نَعَمْ وَيَتَزَاوَرُوْنَ.[49]

ترجمہ: جس شخص نے وصیت نہ کی ہو تو اسے مُردوں سے کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیا مُردے بھی کلام کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں۔

حدیث نمبر 26

(امام، شیخ الاسلام) تقی الدین (ابو الحسن علی) سبکی (متوفی ۷۵۶ھ "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" میں) لکھتے ہیں:

انبیائے کرام علیہم السلام اور شہدائے عظام کی برزخی زندگی ایسی ہی ہے جیسا کہ اُن کی دنیاوی زندگی تھی اور اس کی دلیل حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھنا ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کا تقاضہ کرتی ہے، اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کی وہ تمام صفات جن کا ظہور شب معراج ہوا (مثلاً جماعت سے نماز پڑھنا وغیرہ) وہ تمام اجسام ہی کی صفات ہیں اور اس حقیقی حیات سے یہ بات لازم نہیں ہوتی کہ اُن کے اجسام کو کھانے، پینے کی بھی حاجت ہو جیسا کہ دنیا میں

49۔ جامع الاحادیث للسیوطی: ۷/ ۱۰۵: رقم: ۲۱۱۸۹۔

حاجت ہوتی تھی اور جہاں تک اِدراک و شعور مثلاً جاننے و سننے کا تعلق ہے تو یہ یقینی طور پر انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر فوت شدہ لوگوں کے لیے ثابت بھی ہے۔

امام شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔[50]

2۔ عقل:

اور عقلاً اس وجہ سے منع ہے کہ بعض اوقات گفتگو سے روک دیا جانا یہ تو عذاب و سزا کی ہی ایک قسم ہے، اسی وجہ سے جو شخص وصیت کیے بغیر مر جائے، اسے یہ سزا دی جائے گی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بات سے منزہ و پاک ہیں کہ انہیں سزا دی جائے، اِن وجوہات کی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گفتگو سے روکا جانا کسی بھی طرح درست معلوم نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر 27

جیسا کہ یہ حدیث کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا:

لَا کَرْبَ عَلٰی أَبِيْكَ بَعْدَ الْيَوْمِ.[51/52]

ترجمہ: آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہو گی۔

50۔ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام للسبکی: ص: ۴۰۹۔

51۔ صحیح البخاری: کتاب المغازی: باب مرض النبی ووفاتہ: ص: ۱۰۹۲: رقم: ۴۴۶۲: مشکوۃ: کتاب الفضائل: باب ھجرتہ أصحابہ من مکۃ ووفاتہ: ص: ۱۶۸۲: رقم: ۵۹۶۱۔

52۔ اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وصال کے بعد آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی اور نطق (گفتگو) سے روکا جانا یہ سزا ہے جو کہ تکلیف ہی کی صورت ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کو گفتگو سے ممانعت بھی نہیں ہو گی کیونکہ اگر نطق منع ہو تو باعث تکلیف ہے اور یہ بات اس حدیث کے خلاف ہے۔

اور جب اُمت محمدیہ کے شہداء ومومنین سوائے سزا والوں کے (یعنی تارکِ وصیت) برزخ میں گفتگو کرنے سے منع نہیں کیے جاتے تو حضور ﷺ کیوں کر گفتگو سے منع کیے جائیں گے؟

یہاں شیخ تاج الدین (فاکہانی مالکی) کے کلام پر وارد اشکال کو ختم کرنے کے لیے یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ روح سے نطق (گفتگو) مراد لی جائے اور ''رَدّ'' سے بغیر جدائی کے اِستمرار و دوام کو مراد لیا جائے، اُسی کیفیت پر جسے ہم نے ''جواب ثالث'' (ہماری ترتیب میں جواب نمبر ۴) میں بیان کیا ہے (یعنی مشاہدات ملکوت وسماوات اور جمال الٰہی کے اِستغراق سے افاقہ کو ''رَدّ'' سے تعبیر کرنا)۔

تو اس صورت میں حدیث میں دو مجاز استعمال ہوں گے:

۱۔ لفظ ''اَلرَّدُّ'' میں مجازی معنی استعمال ہوگا۔

۲۔ لفظ ''روح'' میں مجازی معنی استعمال ہوگا۔

اوّل ''اَلرَّدُّ'' میں بطورِ استعارہ تبعیہ کے اور دوسرے ''روح'' میں بطورِ مجاز مرسل کے۔

لیکن اگر ہماری بیان کردہ وجہ ثالث (ہماری ترتیب میں جواب نمبر ۴) پر حدیث کو محمول کیا جائے تو صرف ایک ہی مرتبہ مجازی معنی استعمال ہوگا صرف ''اَلرَّدُّ'' میں (اور علم بلاغت میں یہی طریقہ بہتر ہے)۔

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جواب نمبر 8

اور اس جواب سے مزید ایک اور جواب حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''روح'' سے کنایۃً سماعت مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ پر

آپ ﷺ کی ''سَمعِ خَارِقِ لِلْعَادَۃ'' (معجزانہ سماعت) کو لوٹا دیتا ہے، اس طرح کہ حضور نبی کریم ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو خود سنتے ہیں، خواہ سلام کہنے والا کتنی ہی دور کیوں نہ ہو اور اس کو بغیر کسی وسیلہ (فرشتے کے) جواب بھی دیتے ہیں۔

اور اس سماعت سے عام طرح کی سماعت جو کہ لوگوں میں ہوتی ہے، وہ مراد نہیں ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا ہی میں خرقِ عادت سماعت (معجزانہ سماعت) دی گئی تھی، جس کی وجہ سے آسمان کی چرچراہٹ کی آواز سنتے تھے، اس بارے میں روایات کو معجزات کی کتب میں بیان کیا گیا ہے اور سماعت کی یہ معجزاتی کیفیت کبھی کبھی حضور نبی کریم ﷺ سے جدا بھی ہوجاتی تھی لیکن پھر لوٹ آتی تھی اور اس بات پر کوئی اعتراض نہیں، تو آپ ﷺ کی برزخی حالت ویسی ہی ہے جیسا کہ دنیاوی حالت تھی۔

مشاہدات عالم ملکوت

جواب نمبر 9

اِس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوتا ہے کہ روح سے کنایۃً عمومی سماعت ہی مراد لی جائے (یعنی معجزانہ سماعت کے بجائے عادی سماعت ہی مراد لی جائے) اور ''رَدّ'' سے مشاہداتِ ملکوت وغیرہ سے افاقہ مراد لیا جائے (تو اس طرح مراد لینے سے یہ کلام حاصل ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ سلام کے جواب کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ کو دنیا کی طرف مبذول فرمادیتا ہے اور جب سلام کا جواب ارشاد فرمادیتے ہیں تو دوبارہ اپنے مشاہدات میں لوٹ جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کے چند مبارک برزخی اُمور

جواب نمبر 10

اس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوتا ہے کہ "روح کے لوٹنے" سے اُن برزخی معاملات سے فارغت مراد لی جائے جو کہ برزخ میں درپیش ہوتے ہیں جیسا کہ اعمالِ اُمت کو ملاحظہ فرمانا، گناہ گاروں کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا، اُمت کے لیے بلاؤں سے نجات کی دعا کرنا، زمین کے مختلف حصوں کو اپنے وجود سے متبرک کرنے کے لیے تشریف لے جانا اور اپنی اُمت کے صالحین کے جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے جانا وغیرہ تو یہ تمام اُمور حضور نبی کریم ﷺ کے برزخی مشغولات سے متعلق ہیں جیسا کہ کئی احادیث و آثار میں اس کا بیان موجود ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ پر سلام پیش کرنا، افضل ترا عمال اور اعظم ترین نیکیوں میں سے ہے، اسی وجہ سے سلام کا جواب دینے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہم مشغولات سے ایک لمحہ کے لیے فراغت پا کر اپنے اُمتی کو جوابِ سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

یہاں تک دس جوابات مذکور ہوئے ہیں اور یہ تمام میری اپنی سوچ کا نتیجہ ہیں۔ جاحظ نے کیا خوب کہا ہے:

اِذَا نَكَحَ الْفِكْرُ الْحِفْظَ وُلِدَ الْعَجَائِبُ.

جب علم کا رشتہ غور و فکر سے ہو جائے تو عجائبات کا ظہور ہوتا ہے۔

قلبِ اَقدس میں خوشی و سُرور

جواب نمبر 11

اس تفصیل کی روشنی میں مجھ پر ایک اور جواب واضح ہوا کہ روح سے "روح الحیاۃ" مراد نہ لی جائے بلکہ خوشی و سرور مراد لیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۝[53]

ترجمہ: تو راحت اور پھول۔

اس آیت مبارکہ میں "فَرَوْحٌ" کو راء کے ضمہ (پیش) کے ساتھ "فَرُوْحٌ" بھی پڑھا گیا ہے (تو اب اس توجیہ کے پیش نظر کلام یوں ہوگا) کہ حضور نبی کریم ﷺ کو محبت کے ساتھ سلام کرنے کی وجہ سے سلام کے وقت جو خوشی و سرور قلب مقدس میں اُمت کی محبت کے سبب پیدا ہوتی ہے، اس کے لوٹنے پر محمول کیا جائے۔[54]

53۔ الواقعہ: ۸۹۔

54۔ یعنی حدیث میں "رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ" سے مراد "روح الحیاۃ" نہیں بلکہ خوشی ہے اور سلام کے وقت محبت قلبی کی وجہ سے جو خوشی و سرور حاصل ہوتی ہے تو اس خوشی کے حصول کو "رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

دُرود پاک کا ثواب

جواب نمبر 12

اِس تفصیل کی روشنی میں مجھے ایک اور جواب واضح ہوا کہ روح سے مراد وہ رحمت ہے جو دُرود پاک کے ثواب سے حاصل ہوئی ہے۔

(الامام الکبیر محمد) ابن اثیر (الجزری متوفی ۶۰۶ھ) اپنی کتاب "النہایہ" میں لکھتے ہیں:

"روح" کا ذکر قرآن پاک و احادیث مبارکہ میں کئی جگہ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے لیکن غالب و اکثر جگہ "روح" سے مراد وہ روح ہے جس کی بدولت جسم زندہ رہے اور پھر "روح" کا اطلاق بسا اوقات "قرآن"، "وحی"، "رحمت" اور حضرت جبرائیل" پر بھی ہوتا ہے۔

امام ابن منذر ؒ نے اپنی "تفسیر" میں حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کیا ہے:

وہ اس آیت میں فَرَوْحٌ کو راء کے ضمہ (پیش کے ساتھ یعنی فَرُوْحٌ) سے پڑھتے اور فرماتے تھے کہ "روح" سے مراد "رحمت" ہے۔[55]

55۔ حضرت عائشہ ؓا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے "رُوْحٌ" (یعنی راء پر پیش) پڑھا اور فرمایا: اس سے مراد جنت میں بقا اور حیات ہے اور رحمت سے یہی مراد ہے۔ ابن ماجہ، ترمذی، ابو داؤد۔

حضرت سیّدنا انس ؓ سے مروی حدیث ماقبل گزری کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فرشتہ دُرود پاک لے کر میری قبر میں ایسے داخل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی تمہیں تحائف دینے آتا ہے۔ تو اس سے مراد دُرود پاک کا ثواب ہے اور یہ حضور نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے انعامات و اکرامات ہیں۔

مَلک خادمانِ سرائے محمد ﷺ

حدیث نمبر 13

اِس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوا کہ "روح" سے مراد وہ فرشتہ لیا جائے جو کہ سلام پہنچانے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر مقرر ہے اور "روح" کا اطلاق حضرت جبرائیل ؑ کے علاوہ دیگر فرشتوں پر بھی ہوتا ہے۔[56]

امام راغب ؒ فرماتے ہیں:

"اَشراف الملائکۃ" کو "اَرواح" کہا جاتا ہے تو اب "رَدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ رُوْحِیْ" کا معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام پہنچانے والے فرشتے کو میری طرف بھیجا۔

56۔ ہم عاشقانِ رسول کو اُس فرشتے کا نام بتاتے جائیں جو ہمارے نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں اس ڈیوٹی کے لیے قیامت تک موجود رہے گا، امام جلال الدین سیوطی نے الکنز المدفون، ص۲۰۹ پر اس فرشتے کا نام سیّدنا "مطروس" ؑ لکھا ہے جبکہ امام ابن بشکوال نے "القربۃ الی رب العالمین بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین" ص:۹۴: باب: ۱۰: رقم: ۹۴: پر اس فرشتے کا نام سیّدنا "منطروس" ؑ لکھا ہے۔

تنبیہ بر کلام شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی

شیخ تاج الدین (فاکہانی مالکی) کے (ماقبل ذکر کیے گئے) کلام میں دو باتیں قابل وضاحت ہیں:

حدیث نمبر 28

(۱) شیخ تاج الدین نے حدیث[57] کو امام ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کو اصحاب (صحاح) ستہ میں سوائے امام ابو داؤد کے کسی اور امام نے روایت نہیں کیا ہے جیسا کہ امام حافظ جمال الدین مزی (متوفی ۷۴۸ھ "صاحب تہذیب الکمال") نے اپنی کتاب "الاطراف" میں اس کی وضاحت کی ہے۔

(۲) شیخ تاج الدین نے حدیث کو "رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي" کے الفاظ سے روایت کیا ہے اور "سنن ابی داؤد" میں بھی اسی طرح مروی ہے لیکن امام بیہقی نے اسے "رَدَّ اللهُ اِلَيَّ رُوحِي" کے الفاظ سے روایت کیا ہے اور یہی زیادہ بہتر ہے،

57۔ "مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"
ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔
سنن اَبي داؤد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص: ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/ ۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبری للبیہقی: ۵/ ۴۰۲: رقم: ۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/ ۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/ ۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للھیثمی: ۸/ ۲۵: رقم: ۴۶۴۸۔

اس لیے کہ دونوں افعال متعدی میں ایک لطیف فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ "رَدَّ" جب "عَلَیٰ" کے لفظ کے ساتھ متعدی ہو تو اہانت کے معنی مراد ہوتے ہیں اور جب "اِلیٰ" کے لفظ کے ساتھ متعدی ہو تو اکرام و تعظیم کے معنی مراد ہوتے ہیں۔

"صحاح" میں لکھا ہے، جب کسی کے تحفہ کو قبول نہ کیا جائے، یا خطا کا معاملہ ہو تو کہا جاتا ہے "رَدَّ عَلَيَّ الشَّيْئَ" اور جب لوٹنے کا معاملہ ہو یا جواب دینے کا تو کہا جاتا ہے "رَدَّ اِلیٰ مَنْزِلِهٖ" اور "رَدَّ اِلَيْهِ جَوَابًا" وغیرہ۔

"عَلیٰ" اور "اِلیٰ" کے معانی پر قرآن سے استدلال

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لفظ "عَلیٰ" کے متعدی ہو کر اہانت کا معنی دینے کے لیے بطور مثال یہ آیات پیش کرتے ہیں۔

(۱) يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ○[58]

ترجمہ: تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں لوٹا دیں گے۔

(۲) رُدُّوْهَا عَلَيَّ ط[59]

ترجمہ: انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔

(۳) وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا ○[60]

ترجمہ: اور اُلٹے پاؤں پلٹا دیے جائیں۔

58۔ آل عمران، ۱۴۹۔
59۔ ص، ۳۳۔
60۔ الانعام، ۷۱۔

"اِلیٰ" کے متعدی ہو کر اکرام کا معنی دینے کے لیے بطور مثال یہ آیات پیش کرتے ہیں۔

(۱) فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ ○[61]

ترجمہ: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف پھیرا۔

(۲) وَّلَىِٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ○[62]

ترجمہ: اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔

(۳) ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ[63]

ترجمہ: پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولی اللہ کی طرف۔

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"رَدَّ" کبھی "تفویض" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہا جاتا ہے، "رَدَدْتُ الْحُكْمَ فِيْ كَذَا اِلٰى فُلَانٍ" (اس بارے میں حکم کو میں نے فلاں کو لوٹا دیا) یعنی میں نے اسے تفویض کر دیا۔

61۔ القصص،۱۳۔

62۔ الکہف،۳۶۔

63۔ الانعام،۶۲۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

(۱) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ○[64]

ترجمہ: پھر اگر تم میں کسی بات جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

(۲) وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ ○[65]

ترجمہ: اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے۔

بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

جواب نمبر 14

اس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کے جواب دینے کا معاملہ میرے سپرد کر دیا ہے (یہ تاویل وجواب اس صورت میں درست ہوگی) کہ "روح" سے "رحمت" مراد لی جائے اور دُرود پاک تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت ہی ہے، سلام پڑھنے والا اپنے سلام کی بدولت اللہ تعالیٰ سے یقینی طور پر صلوۃ (رحمت) کا متمنی ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے:

64۔ النساء،۵۹۔

65۔ النساء،۸۳۔

حدیث نمبر 29

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْراً .[66]

ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ دُرود (رحمت) بھیجتا ہے۔

"صلوۃ" کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی جانب ہو تو اس سے "رحمت" مراد ہوتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت کا معاملہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ سلام کہنے والے کے لیے دعا کریں تا کہ قبولیت یقینی ہو جائے پس سلام کہنے والے کو جو رحمت ملتی ہے، وہ دعائے رسول ا اور آپ ﷺ کے جوابِ سلام کی بدولت ملتی ہے اور سلام قبول کر کے دعا فرمانا اور رحمت وثواب کا ملنا، یہ دراصل شفاعت ہی کی ایک قسم ہے۔

اس گفتگو کے پیش نظر حدیث کے لفظ "روحی" میں جو اضافت ہے وہ فقط ملابست کے لیے ہے اور اس کی مثال حدیث شفاعت میں بھی موجود ہے:

" فَيَرُدُّهَا هَذَا إِلَى هَذَا، وَهَذَا إِلَى هَذَا، حَتَّى يَنْتَهِي إِلَى مُحَمَّدٍ"

اور حدیث معراج میں بھی ملابست کی مثال موجود ہے۔

66۔ صحیح مسلم: کتاب الصلوٰۃ: باب الصلوۃ علی النبی بعد التشہد: ص: ۱۹۳ : رقم: ۴۰۸ : سنن النسائی: کتاب السھو: باب الفضل فی الصلوۃ علی النبی: ص: ۲۱۱ : رقم: ۱۲۹۶ : سنن الترمذی: کتاب الوتر: ماجاء فی فضل الصلوۃ علی النبی: ص: ۱۲۸: رقم: ۴۸۴ : مسند ابی عوانۃ: ۱/ ۵۴۶ : رقم: ۲۰۴۰ : سنن الدارمی: ۳/ ۱۸۲۵ : رقم: ۲۸۱۴ : مسند احمد: ۱۴/ ۴۴۴ : رقم: ۸۸۵۴ : ابن حبان: ۳/ ۱۸۷: رقم: ۹۰۶: معجم الصغیر: ۲/ ۱۲۶ : رقم: ۸۹۹۔

" لَقِيتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى فَتَذَاكَرُوا أَمْرَ السَّاعَةِ فَرُدُّوا أَمْرَهُمْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: لَا عِلْمَ لِي بِهَا فَرُدُّوا أَمْرَهُمْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: لَا عِلْمَ لِي بِهَا فَرُدُّوا أَمْرَهُمْ إِلَى عِيسَى۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ مذکور توجیہ کی بنا پر حدیث کا مطلب یوں ہو گا:

اللہ تعالیٰ نے اس رحمت کا معاملہ میرے سپرد فرمادیا ہے جو کہ مجھ پر سلام پڑھنے کی بدولت اُسے (سلام پڑھنے والے کو) ملنے والی تھی تو اب (معاملہ کی سپردگی کی وجہ سے) میں خود اللہ تعالیٰ سے اُس کے لیے دعا کرتا ہوں (تا کہ قبولیت یقینی ہو جائے) بایں طور کہ اُس کے سلام کے جواب میں لفظ سلام کہہ کر اسے سلام کا جواب دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔

ہِگروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

جواب نمبر 15

اس تفصیل کی روشنی میں ایک اور جواب واضح ہوا ہے کہ "روح" سے مراد وہ رحمت و شفقت لی جائے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے قلب انور میں اپنی اُمت کے لیے ہے (اور شفقت کے باوجود) بعض اوقات ایسے شخص پر غضب بھی فرماتے ہیں جو کہ کثرت سے گناہ کرتا ہو یا اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو پامال کرتا ہو[67]۔

67۔ تو یہ غضب فرمانا آپ ﷺ کی محبت و رحمت کے منافی نہیں ہے بلکہ دراصل اس شخص کے لیے رحمت ہی ہے جیسا کہ ایک باپ اپنے بیٹے کو ڈانٹتا بھی ہے اور پیار بھی کرتا ہے تو باپ کا ڈانٹنا بیٹے کے لیے برائی سے بچنے کا سبب ہوتا ہے بلا تمثیل حضور نبی کریم ﷺ بھی امتی کے لیے گناہوں پر ناراض اور نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر 30

اور حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود پاک پڑھنا گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

اِذَن تُکْفٰی ہَمَّكَ وَیُغْفِرُ ذَنْبَكَ .[68]

ترجمہ: تمہارے اِرادوں (اور عزائم) میں کفایت فرمائی جائے گی اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ بیشک جو کوئی حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود و سلام پڑھتا ہے اگرچہ وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو لیکن میں اس کی طرف اپنی رحمت خاص سے متوجہ ہوتا ہوں اور بذات خود اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اور سلام کرنے والے کا گناہ گار ہونا، اسے سلام کے جواب سے محروم نہیں کرتا ہے، یہ ایک نفیس فائدہ اور عظیم بشارت ہے۔

یہ فائدہ نفی عام کے موقع پر "مِنْ" اِستغراقیہ لانے سے حاصل ہوتا ہے، "مِنْ" زائدہ لانے سے اِستغراقِ نفی پر نص ہو گی اور اس بات کا احتمال زائل ہو جاتا ہے کہ یہاں عام کا ذکر ہے اور خاص مراد ہے۔

68۔ الترغیب والترھیب للمنذری: ۲/ ۶۷۳: رقم: ۲۴۳۷۔

اور یہ آخری جواب تھا جسے فی الحال اللہ تعالیٰ نے مجھ پر منکشف فرمایا اور اگر اس کے بعد بھی کوئی نفیس جواب معلوم ہوا تو میں اُسے بھی اِن جوابات کے ساتھ شامل کر دوں گا۔ وَاللہُ الْمُوَفِّقُ بِمَنِّہٖ وَ کَرَمِہٖ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

پھر اس کتاب کے لکھنے کے بعد میں نے حدیث مسئول (جس کے بارے میں سوال ہوا تھا) کو امام بیہقی کی کتاب "حیاۃ الانبیاء" میں دیکھا تو اس میں حدیث اِن الفاظ سے مروی تھی:

"اِلَّا وَ قَدْ رَدَّ اللہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کے الفاظ میں لفظ "قَدْ" کی تصریح کی ہے۔

فَحَمِدْتُ اللہَ کَثِیْرًا

اور روایت اِسقاط (یعنی جس میں لفظ "قَدْ" نہیں ہے) میں لفظ "قَدْ" کو مضمر (پوشیدہ) ہونے پر محمول کیا جائے گا اور لفظ "قَدْ" کا روایت میں حذف ہونا تو یہ راویوں کے تصرف کی وجہ سے واقع ہوا ہے، اس بات کو ہم نے وجہ ثانی میں بیان کر کے اسی جانب اپنا میلان فکری ظاہر کیا تھا اور اب چونکہ روایت حقیقتاً انہیں الفاظ سے منقول ہے لہٰذا میرے نزدیک اسی کو ترجیح ہو گی اور یہ بہترین جواب ہو گا۔

خلاصہ کلام

(ان تمام جوابات کی روشنی میں) حدیث کا معنی یوں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد اُن کی روح کو لوٹا دیا ہے تو اب وہ دائمی حیات ہیں حتی کہ اگر کوئی سلام کرے تو زندہ ہونے کی وجہ سے اُسے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں تو اب یہ حدیث دیگر اُن احادیث کے موافق ہوگئی ہے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر میں حیات پر دلالت کرتی ہیں اور اب کوئی حدیث بھی کسی طور سے اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔ وللہ الحمد والمنة

اسی وجہ سے بعض محدثین[69] نے فرمایا:

جب تک ہم کسی حدیث کو ۷۰ طریقوں سے نہ لکھ لیں، تب تک ہم اسے تسلیم نہیں کرتے (یعنی صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے)۔

یہ اسی وجہ سے ہے کہ مختلف طریقوں میں الفاظِ متن اور اسناد کی وجہ سے صحت کا یقین ہو جاتا ہے اور طریق ناقص سے طریق کامل کا امتیاز ہو جاتا ہے۔

69۔ یہ امام ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری کا قول ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ص ۳۰۱ پر بھی مذکور ہے۔

انبیاء زندہ ہیں

تمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ...

"اَنبَاءُ الْاَذْكِيَاءِ فِيْ حَيَاةِ الْاَنْبِيَاءِ" کا یہ ترجمہ فقط تین دن کی چند نشستوں میں 26.03.2008، بمطابق، ربیع الاول، ۱۴۲۹ھ بدھ رات 4.33AM پایۂ تکمیل کو پہنچا، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور نافع عوام وخواص بنائے۔

آمین بجاہ سیدنا النبی الامین ﷺ

ابو محمد اعجاز احمد

غفرلہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ

مأخذ و مراجع

۱	ترجمہ کنزالایمان	امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان (م: ۱۳۴۰)	
۲	تفسیر ابن جریر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (م: ۳۱۰ھ)	مرکز ہجر للبحوث والدراسات مصر
۳	تفسیر دُرِ منثور	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م: ۹۱۱ھ)	مرکز ہجر للبحوث والدراسات مصر
۴	بخاری شریف	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م: ۲۵۶ھ)	دار ابن کثیر، بیروت
۵	مسلم شریف	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری (م: ۲۶۱ھ)	دار طیبہ، ریاض (۱۴۲۶ھ)
۶	ترمذی شریف	امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی (م: ۲۷۹ھ)	مکتبۃ المعارف، ریاض
۷	ابو داؤد شریف	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث (م: ۲۷۵ھ)	مکتبۃ المعارف، ریاض
۸	نسائی شریف	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب (م:۳۰۳ھ)	مکتبۃ المعارف، ریاض
۹	ابنِ ماجہ شریف	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (م:۲۷۳ھ)	دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت
۱۰	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد (م:۲۳۵ھ)	مکتبۃ الرشد، ریاض (۱۴۲۵ھ)
۱۱	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (م:۲۴۱ھ)	مؤسسۃ الرسالہ، بیروت (۱۴۱۶ھ)
۱۲	سنن دارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی (م:۲۵۵ھ)	دار المغنی، بیروت
۱۳	صحیح ابنِ حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبان بستی (م:۳۵۴ھ)	مؤسسۃ الرسالہ بیروت (۱۴۰۸ھ)
۱۴	مسند ابی داؤد طیالسی	امام سلیمان بن داؤد بن الجارود (م:۲۰۳ھ)	مرکز ہجر للبحوث والدراسات مصر
۱۵	شرح السنہ	امام حسین بن مسعود بغوی (م:۵۱۶ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت
۱۶	تاریخ بغداد	امام ابو بکر احمد خطیب بغدادی (م:۴۶۳ھ)	دار الحرب الاسلامی، بیروت
۱۷	امتاع الاسماع	امام احمد بن علی المقریزی (م:۸۴۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۱۸	تاریخ جرجان	امام ابو القاسم حمزہ بن یوسف (م:۴۲۷ھ)	مطبعہ نعمانیہ حیدرآباد، دکن (۱۳۶۹ھ)
۱۹	الروض الانف	امام محدث عبد الرحمن سہیلی (م:۵۸۱ھ)	دار الکتب الاسلامیہ، بیروت
۲۰	عیون الاثر	امام ابن سید الناس لیعمری (م:۷۳۴ھ)	دار ابن کثیر، بیروت
۲۱	طبقات ابن سعد	امام محمد بن سعد بن منیع الزہری (م:۲۳۰ھ)	مکتبۃ الخانجی قاہرہ، مصر

۲۲	معجم کبیر	امام ابو القاسم سلیمان طبرانی (م:۳۶۰ھ)	مکتبۃ ابن تیمیہ، قاہرہ
۲۳	معجم اوسط	امام ابو القاسم سلیمان طبرانی (م:۳۶۰ھ)	دار الحرمین، مصر (۱۴۱۵ھ)
۲۴	معجم صغیر	امام ابو القاسم سلیمان طبرانی (م:۳۶۰ھ)	دار لکتب العلمیہ، بیروت (۱۴۰۳ھ)
۲۵	معجم الصحابۃ	امام عبد الباقی بن قانع (م:۳۵۱ھ)	مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، بیروت
۲۶	مسند ابی یعلی موصلی	امام حافظ احمد بن علی التمیمی (م:۳۰۷ھ)	دار المأمون للتراث، بیروت
۲۷	مستدرک للحاکم	امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری (م:۴۰۵ھ)	دار الحرمین، مصر (۱۴۱۷ھ)
۲۸	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	مکتبۃ الرشد ریاض (۱۴۲۳ھ)
۲۹	سنن کبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۰	تاریخ الکبیر	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م:۲۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۱	مسند بزار	امام ابو بکر احمد بن عمرو البزار (م:۲۹۴ھ)	مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ المنورۃ
۳۲	الفردوس بماثور الخطاب	امام ابو شجاع شیرویہ دیلمی (م:۵۰۹ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت (۱۴۰۶ھ)
۳۳	الاحادیث المختارۃ	امام ضیاء الدین محمد مقدسی حنبلی (م:۶۴۳ھ)	دار خضر، بیروت (۱۴۲۱ھ)
۳۴	مشکاۃ المصابیح	امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی (م:۷۴۲ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت (۱۳۹۹ھ)
۳۵	مجمع البحرین	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	مکتبۃ الرشد، ریاض
۳۶	کشف الاستار	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	مؤسسۃ الرسالہ بیروت (۱۴۰۴ھ)
۳۷	دلائل النبوۃ	امام ابو نعیم اصبہانی (م:۴۳۰ھ)	دار النفائس، بیروت
۳۸	دلائل النبوۃ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۹	تاریخ ابن عساکر	امام علی بن حسن ابن عساکر (م:۵۷۱ھ)	دار الفکر، بیروت (۱۴۱۵ھ)
۴۰	الشفاء	امام ابی الفضل عیاض مالکی (م:۵۴۴ھ)	المکتبۃ الحقانیہ، بشاور
۴۱	المواہب اللدنیہ	امام احمد بن محمد قسطلانی (م:۹۴۳ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت
۴۲	کنز العمال	امام علاء الدین علی متقی ہندی (م:۹۷۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۳	زرقانی علی المواہب	امام محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی (م:۱۱۲۴ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۴	الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
۴۵	مسالک الحنفاء	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار الامین، مصر

۴۶	السبل الجلیۃ	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	مخطوطہ بشاہ سعود یونیورسٹی سعودی عرب
۴۷	مرام الکلام	امام عبد العزیز پرھاروی (م:۱۲۳۹ھ)	مکتبۃ السلفیہ، ملتان
۴۸	القربۃ الی رب العالمین	امام ابو القاسم خلف ابن بشکوال (م:۵۷۸ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۹	الکنز المدفون	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	طبع بیروت ۱۲۹۳ھ
۵۰	المطالب العالیہ	امام ابن حجر عسقلانی (م:۸۵۶ھ)	دار العاصمہ، ریاض
۵۱	الصلات والبشر	امام شیخ مجد الدین فیروز آبادی (م:۸۱۷ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۵۲	خصائص یوم الجمعہ	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار الحدیث، قاہرہ، ۱۹۹۱ء
۵۳	القند فی ذکر علماء سمرقند	امام نجم الدین عمر نسفی (م:۵۳۷ھ)	مکتبۃ الکوثر، سعودی عرب، ۱۹۹۱ء
۵۴	حیاۃ الانبیاء	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ
۵۵	طبقات الشافعیہ	امام تاج الدین عبد الوھاب سبکی (م:۷۷۱ھ)	دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت
۵۶	صحیح ابن خزیمہ	امام ابو بکر محمد بن اسحاق سلمی (م:۳۱۱ھ)	المکتب الاسلامی، بیروت
۵۷	مسند ابو عوانہ	امام یعقوب بن اسحاق اسفرائینی (م:۳۱۶ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
۵۸	بغیۃ الباحث	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	الجامعۃ الاسلامیۃ، مدینہ منورہ
۵۹	موارد الظمان	امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی (م:۸۰۷ھ)	دار الثقافۃ العربیۃ، بیروت
۶۰	کتاب الاعتقاد	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م:۴۵۸ھ)	دار الفضیلۃ، ریاض
۶۱	التذکرۃ	امام ابو عبد اللہ محمد اندلسی قرطبی (م:۶۷۱ھ)	دار المنہاج، ریاض
۶۲	شفاء السقام	امام تقی الدین علی السبکی الشافعی (م:۷۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۶۳	جامع الاحادیث	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار الفکر، بیروت
۶۴	حسن المحاضرۃ	امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:۹۱۱ھ)	دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت
۶۵	الکوکب السائرۃ	امام شیخ نجم الدین الغزی (م:۱۰۶۱ھ)	دار الکتب العلمیہ
۶۶	النور السافر	امام عبد القادر عیدروس (م:۱۰۳۸ھ)	دار صادر بیروت
۶۷	شذرات الذھب	امام شہاب الدین ابن العماد (م:۱۰۸۹ھ)	دار ابن کثیر بیروت
۶۸	سعادت الدارین	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی (م:۱۳۵۰ھ)	دار الفکر، بیروت
۶۹	فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خان محدث بریلی (م:۱۳۴۰ھ)	رضا فاؤنڈیشن لاہور

فضیلۃ الاستاذ المفتی

ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

کی دیگر علمی و تحقیقی کتابیں

[1] ترجمہ و تحقیق "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" (سلطنت عثمانیہ کا قانونی دیوان)، مؤلفہ: سلطنت عثمانیہ کے جلیل القدر علماء و قانون داں، (400 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[2] ترجمہ و تحقیق "الرسائل الخمس" (بنام: رسائل امام عابد سندھی) مؤلفہ: امام محمد عابد سندھی انصاری رحمۃ اللہ علیہ، (170 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ غوثیہ، کراچی، پاکستان۔

[3] ترجمہ و تحقیق "اخلاق النبی وآدابہ" (بنام: انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی) مصنف: امام ابو الشیخ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، (250 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[4] ترجمہ و تحقیق "ایضاح الدلالات فی سماع الآلات" (بنام: موسیقی اور سماع اسلام کی نظر میں) مصنف: امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ، (208 صفحات)، دار البیان، کراچی۔

[5] ترجمہ و تحقیق "رسائل امام جلال الدین سیوطی" مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (جلد اوّل، 500 صفحات، جلد ثانی، زیر قلم)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[6] ترجمہ و تحقیق "النعمۃ الکبریٰ علی العالم" مصنف: امام ابن حجر مکی ہیثمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اشاعت اوّل: مکتبہ علیمیہ، کراچی (64 صفحات)، تحقیقی ایڈیشن (مع اعتراضات کے جوابات۔ 128 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[7] ترجمہ و تحقیق "انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء" (بنام: حیاتِ انبیاء) مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (72 صفحات)، مطبوعہ: جماعت محمودیہ، سجاول، سندھ۔

[8] ترجمہ و تحقیق "حصول الرفق بأُصول الرزق" (بنام: رزق میں برکت کے نبوی وظائف) مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (38 صفحات) مطبوعہ: جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان۔

[9] ترجمہ و تحقیق "سہام الاصابۃ فی الدعوات المستجابۃ" (بنام: دعائیں کیسے قبول ہوں؟) مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (70صفحات)، مطبوعہ: جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان۔

[10] ترجمہ و تحقیق "المورد الروی فی المولد النبوی" (بنام: میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) مصنف: امام ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ، (168 صفحات)، دارالبیان، کراچی۔

[11] ترجمہ و تحقیق "حسن المقصد فی عمل المولد" مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (32صفحات) مطبوعہ: ماہنامہ "المقصود" کراچی، پاکستان۔

[12] ترجمہ وشرح "شرح العقائد النسفیۃ" مصنف: امام سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ، (500صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[13] تحقیق و تخریج "فرشتے ہی فرشتے" مؤلفہ: فضیلۃ الامام فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ، (512صفحات)، اشاعت اوّل، بزم اویسیہ، کراچی، اشاعت ثانی، دارالبیان، کراچی۔

[14] تحقیق و تخریج "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ، (92 صفحات)، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا/دار المبرور، کراچی، پاکستان۔

[15] "تذکرۂ امام ابن حجر مکی" مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (32 صفحات)، مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[16] "مظلوم مصنف" (حیات واَحوال فضیلۃ الامام فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ)، مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (92 صفحات)، اِدارہ تالیفات اویسیہ، بہاولپور، پاکستان۔

[17] "مہینوں کے فضائل" (دو حصے) مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (64 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[18] "فیضانِ علم ومقام اولیاء" مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (32 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[19] "حاضر وناظر کا ثبوت" مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (32صفحات) مطبوعہ: انجمن عاشقان غوث اعظم، گلبہار، کراچی، پاکستان۔

[20] تخریج "بہار شباب" مؤلفہ: مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، (64صفحات)، اشاعت اوّل: مکتبہ علیمیہ، کراچی (محرم ۱۴۲۹ھ / جنوری ۲۰۰۸ء) / اشاعت ثانی: (80 صفحات): جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان (ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ / اکتوبر ۲۰۱۳ء)۔

[21] تخریج وتسہیل "سیرت محبوب سبحانی" مؤلفہ: پیر طاہر علاؤالدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، (72 صفحات)، مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی، پاکستان۔

[22] ترجمہ وترتیب "الاربعین فی فضل اطعام الطعام للانس والمسلمین" (بنام: کھانا کھلانے کا اجر وثواب)، مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (48صفحات) مطبوعہ: سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ (سلام پبلیشرز)، کراچی، پاکستان۔

[23] "مسلک شیخ عبد الحق محدث دہلوی" مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (152 صفحات) مطبوعہ: مکتبہ غوثیہ، کراچی، پاکستان۔

[24] "مدارس اسلامیہ کا نصاب تعلیم" (تنقید واصلاح کی روشنی میں)، مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، (150 صفحات)، قلمی، غیر مطبوعہ۔

[25] "نعتیہ دیوان" مؤلفہ: فضیلۃ الاستاذ ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ، قلمی، غیر مطبوعہ۔